جنوبی ہندوستان میں

اسلام کی ابتداء

محمد اشرف فاضلی

بڑھ پورہ

سرینگر

ASL 187 — Molana Shamsuddin Tabrizi (645 H)
Translated by Kh. Nazir Ahmad Kashmiri. 1418 H / 1997 AD
Published by Kh. Mohammad Ashraf Fazili.
(49 Pages)

ASL-188 — Biography of Kh. Habibullah Attar (RA)
Pub. Kh. Mohammad Ashraf Fazili. 1418 H / 1997 AD.
10 Pages.

ASL-189 — Mojeza Quran — 1 Page
(one Page)

ASL-190 — Kashmir ke Chand Buzarg, Alim, Sufi
(14 Pages) by Mohammad Ashraf Fazili. 1409 H / 1989

ASL-191 — Janobi Hindustan Mein Islam ki
(12 Pages) 1989 Ibtida [illegible]
Mohammad Ashraf Fazili.

۱۹/۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰

وقل جاء الحق وزھق الباطل
ان الباطل کان زھوقا ۰
(القرآن)

عام طور پر یہ خیال عام ہے کہ ہندوستان میں اسلام شمالی ہند کی فتوحات سے شروع ہوا۔ جنوبی ہند، مالابار میں اسلام آنحضور ﷺ کے دورِ حیات میں ہی پہنچا۔ اس طرح ایک روایت کے مطابق کشمیر میں راجہ "داناد تا" کے دور میں اور آنحضور ﷺ کے ہی حیات طیبہ میں دو صحابی رض سفیر کشمیر میں وارد ہوئے۔ اور راجہ ان کی ملاقات سے اتنا متاثر ہوا کہ اُس نے سادہ زندگی اختیار کی اور اپنے زراعتی پیداوار میں سے دسواں حصہ "عشر" غریبوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کیا۔ سفیروں کی آمد اگرچہ تحقیق طلب ہے۔ پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ مسلمان مذہبی جوش وخروش کے ساتھ دنیا کے مختلف علاقوں میں جلدی پھیل گئے اور بہت سے لوگوں کو اسلام کے دایرے میں لایا۔ کئی علاقوں میں فتوحات کرتے پڑے۔ لیکن کشمیر اور جنوبی ہند میں اس کی نوبت نہیں آئی۔ بلکہ عالموں۔ صوفیوں اور محققوں کی آمد سے اور اُن کے علم اور روحانیت سے لوگ متاثر ہوئے۔

جہاں تک جنوبی ہند کے مغربی ساحل کا تعلق ہے۔ اسلام نے بغیر کسی سیاسی وجوہات کے یہاں جڑ پکڑا۔ اور صدیوں سے اس سرزمین کو سیراب کرتا رہا۔ بعد میں پرتگیزیوں (۱۴۹۸ - ۱۶۶۳) کی آمد سے مالابار کے مسلمانوں کا زوال شروع ہوا۔ اُن کا مقصد مسلمانوں کو تباہ کرنا اور "عربوں" اور "ماپیلاؤں" کی مرچ و مصالحہ کی تجارت پر قبضہ کرنا تھا۔ اس کے بعد ڈچ (۱۶۶۳ - ۱۷۹۳) اور انگریزوں ۱۶۹۹ - ۱۴۸۷) اور فرانسیسیوں نے

نے یہی پالیسی اختیار کی۔ یہ کشمکش چار صدیوں تک رہی اور اس طرح ماپیلا غریب اور کمزور ہوگئے ماپیلا امن پسند لوگ تھے۔ انہوں نے کبھی بھی بلکہ بچاؤ کے لئے بھی جنگ نہیں لڑی یہاں اسلام۔ مذہبی رواداری۔ باہمی اقتصادی تعلقات اور جغرافیائی حالات کی وجہ سے پھیلا "زمورن" کی اپنی فوج مسلمانوں کے ہی کنٹرول میں تھی۔ اور اس نے مچھیروں اور باقی نیچی ذات والوں کو اسلام اختیار کرنے کا حکم دیا۔

مالابار میں اسلام آنحضور ؐ کی حیات طیبہ میں ہی پھیلا۔ یہاں کے بادشاہ "چرامن پرومل" کے اسلام لانے سے اس مذہب کے پھیلنے میں کافی مدد ملی۔ خاندان پرومل کرالا کے حکمران رہے ہیں۔

چرامن پرومل نے جب پیغمبر اسلام ؐ کے متعلق سُنا تو وہ بذات خود مکہ چلا گیا اور اسلام لایا۔ ایک روایت کے مطابق اس نے "تاج الدین" کا نام اختیار کیا اور ۶۴۴ء میں مکہ شریف میں ہی وفات پایا۔ دوسری روایت کے مطابق اس نے "عبدالرحمن نمیری" کا نام اختیار کیا۔ اور جزیرۂ عرب کے ساحل پر مدفون ہوا۔

مولوی احمد نے مختلف عربی اور ملیالی ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ آنحضور ؐ نے ہی چرومن پرومل کو عربی کلمہ پڑھایا اور اسلام کا بیج پیغمبر ؐ کے زمانے میں ہی مالابار میں بویا گیا۔ گوپالن نائر نے عربی سے ملیالی ترجمہ (جو کہ قاضی سید حسن بن محمد بن علی شہاب الدین ملوی نے لکھا ہے) بتایا ہے کہ آنحضور ؐ اور "چرومن پرومل" کی ملاقات ۲۷ شوال صبح ہوئی۔

بادشاہ آنحضور ؐ کے قدموں میں گر پڑے۔ آنحضور ؐ نے انہیں اٹھایا گلے لگایا اور اپنے گھر لے کر خوب مہمان نوازی کی۔ پیغمبر اسلام ؐ نے خود بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دیکر کلمہ پڑھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رض جو کہ اس وقت حاضر تھے، نے مہمان کے بارے میں پوچھا۔ تو آنحضور ؐ نے فرمایا کہ "چرومن پرومل" آنحضور ؐ کے پاس ۱۷ دن ٹھہرے۔ مستدرک میں حاکم نے لکھا ہے کہ ہندی بادشاہ نے آنحضور ؐ کو اچار (مربہ) ایک مرتبان پیغمبر ؐ کی خدمت میں پیش کیا اور آنحضور ؐ نے یہ حاضرین میں بانٹ دیا۔

کیرالہ کے ارکل محل کے ایک نادر نسخہ میں درج ہے کہ " میں بادشاہ کی ہدایت کے مطابق تخت پر قائم رہوں گا۔ جب تک کہ میرا چچا (بادشاہ) مکہ شریف سے واپس آتے گا۔" ہندو تیوہار "تھیم" میں سے کہانی بتائی جاتی ہے کہ " چرومن پرومل " کندوگلور" سے پوشیدہ طور سمندری راستے سے چلا گیا۔ اور دوسرے دن، دھرما پٹنم "پہنچنے پر" اس نے کولم" کا شاہی محل زمورن کو سونپ دیا۔ اُس کے ساتھی بھی اُس کے ساتھ " کوڑ ونگا پور" سے چلے گئے۔ انہوں نے حضرت محمدؐ کے ہاں حاضری دے کر اسلام اختیار کیا اور بادشاہ نے تاج الدین کا نام اختیار کیا۔ پرومل کی مہر اور خط لے کر گیارہ تھنسگل (سید) کوڑنگلور آئے اور بادشاہ کی اجازت سے ماڈل مسجد، مسجد عبدالرحمان، متات مسجد، پنتھالوانی مسجد، شہاب الدین مسجد اور سب ملا کر کل گیارہ " مساجد تعمیر کی گئیں جو کہ اب بھی موجود ہیں۔

سی۔ وی۔ کنی رامن نے اپنی کتاب کار تھیکوڑ کچ میں لکھا ہے کہ چرومن پرومل نے اسلام اختیار کیا اور مکہ شریف گیا۔ مکہ جانے سے پہلے " جون جولائی " میں کوڑیا تو رسوا مندر میں اُس نے کیرالم کو مختلف حصوں میں بانٹ کر اپنے بھتیجوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کیا۔ یہ چودہ سو سال پہلے ہوا۔ اس کے بعد پنتھلم، کوٹا کارا، کوکون۔ اور کوچین کی ریاستیں وجود میں آئیں۔ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں لبرہ کا خزانہ (بہ) ہندی مسلمانوں کی حفاظت میں رکھا گیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندی مسلمانوں کو ذمہ داری کے کام اسلام کے بہت ابتدائی دور میں سونپے جاتے تھے اور یہ بھروسہ بہت مدت کی واقفیت کے بعد ہی ممکن ہو سکتا تھا۔ اسلام سے پہلے عربوں اور کیرالہ کے لوگوں کے درمیان تعلقات قریبی اور مسلسل کئی صدیوں سے چلے آئے ہیں۔ مالابار اور یورپ کے درمیان تجارت میں عرب لوگ ہی درمیان داری کرتے تھے اور عرب لوگ مالابار کو بلاد الفلفل، یعنی "مرچ کا خط" کے نام سے جانتے تھے۔ عرب شاعر " عمر الاولیس " جو کہ آنحضورؐ کی تشریف آوری سے پہلے زندہ تھا، نے ہرن کا گوبر مرچ کے مشابہ قرار دیا تھا۔ ابو سفیان کی بیوی کا نام بھی " ھندہ " تھا۔ یہ حقائق عربوں اور مالابار کے لوگوں کے قریبی تعلقات کی

شہادت دیتے ہیں۔

تحریر کردہ تاریخ کے مطابق اختلاط حضرت سلیمان رضؑ (۹۷۴ - ۹۳۲) ق م سے چلتا آیا ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ملکہ "صبا" یروشلم میں اپنے ساتھ جو تحفے لائیں۔ ان میں اونٹوں کا ایک بڑا کارواں تھا۔ جو کہ مصالحہ جات سے لدے ہوتے تھے اور اس طرح ملک میں مصالحہ جات کی فراوانی ہوئی۔ جب کہ یہ تحفے حضرت سلیمان رضؑ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ یہ مصالحہ مالابار سے آئے تھے اور یہ بہت پہلے زمانے سے تجارت کی نشاندہی کرتے ہے بادشاہوں کے متعلق لکھا گیا ہے کہ ہر تین سالوں کے بعد "تھرششش" سمندری راستے سے سونا چاندی، ہاتھی دانت۔ بندر اور مور لایا کرتا تھا۔ آخری دو چیزوں کے لئے "کاپح" اور "تاکم" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو کہ تامل الفاظ ہیں۔ مرچ (تامل میں پیالی) سب سے اہم تجارتی سامان تھا۔ "مون اطور" (MONATUR) اور نیچود نزار (NEECHODNAZER) (۵۶۲ - ۶۰۴) قام کے مندروں کے آثار قدیم میں سے ٹیک "TEAK" کی لکڑی کے ٹکڑے ملے ہیں۔ یہ لکڑی صرف مالابار کی ہی ہو سکتی تھی۔ جو کہ بذریعہ سمندر پہنچائی گئی ہوگی۔ "سٹرابو" ۲۳ (ب م) کے حوالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زائد از ۱۲۰ سمندری جہاز ہر سال ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ الارک گوتھ نے (۴۰۸) ب م میں روم کے فتح ہونے پر تین ہزار پونڈ مرچ مانگا تھا۔

ہپالس ہوائیں

صدیوں پہلے قبل مسیح سے عربوں اور ہندیوں کو تجارتی ہواؤں کا علم تھا۔ اور یہ لوگ افریقی ساحل سے ا تک سمندری سفر کرنے کے لئے ان ہواؤں کا فائدہ اٹھاتے تھے۔ مصر کے بادشاہ "یورجٹیس" (دوم) (۱۴۶ - ۱۱۷) ق م کے دربار میں ایک

ہندوستانی باشندہ لایا گیا۔ یہ بحر احمر کے ساحل پر نیم مردہ حالت میں ایک جہاز میں دیکھا گیا تھا۔ اس ہندوستانی نے اپنے سفر کے حالات بتلائے جب کہ بادشاہ نے اس کی کہانی پر اعتبار نہیں کیا۔ تو اس ہندی نے اُن کے جہاز کی راہبری کا کام ذمہ لیا۔ اس جہاز کا کپتان "ہپالس" تھا اور یوریپیوں نے تجارتی ہواؤں کا نام ہی اسی کے نام سے منسوب کیا۔

موزیریس (کوڈنگالور) مشرق اور مغرب کی ملنے کی جگہ تھی۔ مشرق سے چینی آتے تھے اور مغرب سے رومی۔ یونانی۔ عرب۔ ایرانی اور مشرقی افریقہ کے لوگ جو کہ آپس میں تجارتی چیز تبدیل کرتے تھے۔ مالابار کے عربوں کے ساتھ اتنے نزدیک تعلقات تھے کہ اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ مالابار میں اسلام کو پہنچنے کے لئے دوسو سال لگے۔ چرمن پیرومل کا آنحضورؐ کی حیات طیبہ میں تو اسلام لانے کا زیادہ امکان دکھائی دیتا ہے۔

مالک بن دینار۔ چرومن پرومل۔ ہندوستان واپس آنے سے پہلے بیمار پڑا۔ تو اس نے مالک بن دینار کو وصیت کی کہ وہ کیرالہ آئے اور اسلام پھیلائے۔ اس نے کیرالہ کے راجاؤں کو خط لکھے اور اُن کو مالک بن دینار اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ کو قائم کرنے کو کہا۔ سی۔ این۔ احمد مولوی کے مطابق۔ پیرومل مکھالہ شہر میں وفات پایا۔ اور وہیں پر دفن ہے۔

مالک بن دینار۔ شرف بن مالک۔ مالک بن حبیب بن مالک اس کی بیوی کھوبرین اور باقی کل (۴۴) افراد کیرالہ پہنچے۔ ان میں سے (۲۰) آدمی حافظ قرآن تھے۔ مالک بن دینار کو "کوڈنگالور" (KODANGALORE) میں مسجد بنانے کی اجازت دی گئی۔ یہ ہندوستان میں سب سے پہلی مسجد ہے جو کہ یہاں بنائی گئی۔ کیرالہ کے مختلف راجاؤں کو خط لکھے گئے اور کوئیلون کزرگوڈ (KAZARGODE) (کوئیلون) منگلور (MANGALORE) اور پکانور (PIKANORE.) میں مسجدیں بنائی گئیں۔ "راحت الملوک" میں سہروردی نے پہلے قافیوں کے یہ نام لکھے ہیں جو کہ مختلف مسجدوں میں امام رہے ہیں

١، چھالیم ـــــ قاضی جعفر بن سلیمان

٢، پنتھالیانی ـــــ قاضی عبداللہ بن دھنیار

٣، ماہی ـــــ جعفر بن مالک

٤، ماہی تلچھری ـــــ حبیب بن مالک

٥، یمن یملہ ـــــ عبداللہ بن مالک

٦، کننز گوڑ ـــــ صابر بن مالک

٧، منگلور ـــــ صابر بن مالک

٨، دھرم پٹم ـــــ حبیب بن مالک (کیور)

٩، تھانور ـــــ علی بن صابر

١٠، چاوکڈ ـــــ جبیر بن مالک

١١، کوچین ـــــ حماد

١٢، الیپی ـــــ سعب

١٣، یونانی ـــــ عبدالمجید بن مالک

١٤، کوئلون ـــــ عاصم

١٥، ٹرونڈرم ـــــ برائے مدت

١٦، پونیر ـــــ زُبیر

١٧، ھفنگاپٹم ـــــ عبیدتھ

١٨، کاولپٹنم ـــــ قاسم

اسلام پُرامن حالات اور مستعدی سے بڑھتا گیا مپیلا کے پہلے آٹھ صدیوں میں اسلام خوب ترقی کرتا گیا۔ پُرامن تعلقات اور ترقی شمالی ہند کے مقابلہ میں اسلام کے پھیلاؤ سے مختلف ہے۔ باہمی اقتصادی تعلقات اور مذہبی رواداری نے بہت سازگار ماحول پیدا کیا۔ مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہجرت۔ باہمی شادیاں اور تبدیلیٔ مذہب کی وجہ سے ہوا

یہ عمل تب تک جاری رہا جب تک کہ پرتگیزی ۔ مالا بار ساحل پر پہنچے

یورپ کے لوگوں کی ہندوستان میں دلچسپی

بارہویں صدی سے افریقی ۔ دولتمند عیسائی بادشاہ پیٹر جان (PETER JOHN) کا یہ پروپگنڈا عام تھا کہ اگر یورپی عیسائی بادشاہوں کے ساتھ تعلقات بڑھا سکیں گے تو سب ایشیا اور افریقہ کے لوگ عیسائی بنائے جا سکتے ہیں ۔ اگر مصالحہ جات کے کاروبار پر بھی قبضہ جمایا جائے ۔ اس سے مغرب کے لوگوں میں خوشحالی آئے گی ۔ خشکی کے راستے مسلمان بادشاہوں کے قبضے میں تھے ۔ لہذا سمندر ہی ایک کھلا راستہ ممکن تھا ۔

یورپ کے لوگوں کا سمندر کا علم

پندرہویں صدی کے ابتداء پر بھی یورپ کے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر کوئی آدمی (29°N) عرض بلد کے جنوب میں چلا جائے تو سورج کی گرمی سے جل کر وہ راکھ ہو جائے گا ۔ اور اگر وہ سورج کی گرمی سے بچ جائے گا تو ابلتا ہوا سمندر اُسے بخارات بنا دیگا اور یہ خیال عام تھا کہ افریقہ اور ہندوستان ایک مسلسل خطۂ زمین ہے ۔ یہ خیال اس حقیقت کے باوجود عام تھا کہ چھٹی صدی (ق م) میں مصریوں نے افریقہ کے گرد چکر لگایا تھا ۔

ہندوستان میں پرتگیز

پرتگال کے شہزادہ ہنری (HENRY) نے افریقہ کے ساحل سے نیچے ایک سفر کا انتظام کیا ۔ اور وہ 29°N عرض بلد سے جل جانے کے بغیر پار کر گیا

افریقہ کا جنوبی سرا ۱۴۸۷ء میں پار کیا گیا۔ سمندری راستہ مشکل پانے پر زمینی راستے سے خفیہ پتہ لانے کے لئے کئی آدمی ہندوستان بھیجے گئے تاکہ وہ سمندری راستے کا پتہ حاصل کریں۔ مسلمان سوداگر کے بھیس میں "پیڈرو کوئلو" (PEDRO COILO) عدن (ADEN) پہنچا اور اُس نے مراکش کے ان لوگوں سے دوستی بڑھائی جو کہ ہندوستان میں "کوڑنگلور" جاتے تھے۔ وہاں سے وہ مشرقی افریقہ میں "سفالہ" گیا۔ پھر "موزمبیق" اور "مالندی" پہنچا۔ اُس نے یہ معلومات حاصل کئے کہ افریقہ کے گرد چکر لگایا جاسکتا ہے اور ۱۴۹۰ء کے آخر میں "کوئلو" قاہرہ پہنچا اُدھر اُس نے ایک بڑا مسودہ لکھا جس میں اُس نے "کالیکٹ" تک کے سفر کے بارے میں اور عربوں کے تمام بندرگاہوں اور مشرقی افریقہ اور ہندوستان کے بندرگاہوں کے بارے میں معلومات درج کئے۔ یہ مسودہ "واسکوڈےگاما" کو کالیکٹ پہنچنے میں کافی مدد و معاون ثابت ہوا۔

پرتگیزیوں نے مغربی اثر کے پھیلاؤ کی ابتداء کی۔ جس سے کہ ہندوستان کے مسلمانوں اور دُنیا کے مسلمانوں کی تاریخ ہی بدل گئی۔ "واسکوڈی گاما" ۱۷ مئی ۱۴۹۸ء "کپڈ" (KAPAD) پہنچا جو کہ کالیکٹ سے ۹ کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔ واسکوڈی گاما نے جو چٹھی "زمورن" سے لائی وہ عربی میں لکھی گئی تھی۔

پوپ (POPE) نے پرتگال کے بادشاہ کو مسلمانوں کے ملکوں پر قبضہ کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس میں اقتصادی اور مذہبی مقاصد اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کارفرما تھی۔ کیوں کہ "وقتاً فوقتاً" چھوٹی چھوٹی جنگیں جاری تھیں۔ پرتگیزیوں کا بڑا مقصد مسلمانوں کو تجارت سے محروم کرنا تھا۔ ان کا طریقہ "واسکوڈی گاما" کی دوسری دفعہ کے آنے پر معلوم ہوا "مادائی" کے قریب واسکوڈی گاما نے کالیکٹ کا مکہ شریف سے آتے ہوئے ایک جہاز کو پکڑا۔ اس میں ۴۰۰ مسلمان سوار تھے۔ جس میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ جان کے بدلے میں مال و دولت سے پرتگیزیوں نے ٹھکرا دیا۔ واسکوڈی گاما نے ایک سوراخ سے دیکھا کہ عورتیں سونا اور زیورات اور جواہرات جمع کرکے لاتے ہیں اور اپنے بچوں کے لئے رحم کی درخواست کرتے ہیں جہاز کو جلایا گیا۔ لیکن مسلمانوں نے تمام طاقت سے آگ کو بجھا دیا۔ اور پوری طاقت سے لڑا۔

آٹھ دن پرتگیزی جہاز میں نہیں جا سکے۔ آخر اس کو تمام سواروں سمیت آگ لگادی گئی
کالی کٹ میں "گاما" نے تمام مسلمان تاجروں کو نکالنے پر اصرار کیا۔ زمورن نے انکار کیا تو "گاما"
نے آٹھ سو مچھیروں کو پکڑا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایک جہاز میں بھر کے سمندر میں دھکیل
دیا۔ اس طرح ایک زمورن کے برہمن سفیروں کے وفد کو بھی ان کے اعضاء کاٹ کر
ان کو زمورن کے پاس ایک خط کے ساتھ بھیج دیا۔ جسمیں لکھا تھا کہ ان کا سالن بنا کر
کھائے۔ تب اس نے دو دن شہر پر بمباری کردی اور کوچین کو چلا گیا۔ لیکن "واسکوڈی
گاما" اس کے بعد میں آنے والی وحشی پرتگیزی کمانڈروں سے شریف الطبع تھا۔

پرتگال کے بادشاہ کو ایک چٹھی میں البقرق نے لکھا کہ میں مکہ شریف کو تباہ کرنا چاہتا
ہوں"۔ اس نے ایک منصوبہ بنایا کہ ۴۰۰ آدمی بھیج کر مدینہ شریف کے خزانے آنحضور
کے جسدِ مبارک کو معاوضے کے لئے قبضہ میں کرے۔ گوا میں ۱۵۱۰ء میں اس کے استقبال
کے وقت اس نے ۶۰ مسلمانوں کے قتل کے متعلق بیان دیا۔ کہ یہ ایک عظیم کارنامہ تھا
اور اچھی طرح سے انجام پایا (PORTUGESE IN INDIA - FC DANVSS) پرتگیز تمام مسلمانوں
کو قدرتی دشمن سمجھتے تھے۔ پرتگیزی تمام سمندروں پر اپنی بادشاہت جمانا چاہتے تھے اور
یہاں کے جہازوں کو اجازت کے لئے اصرار کرتے تھے۔ بیروز (BAROZ) جو کہ ایک پرتگیزی
مورخ ہے۔ اس کے مطابق اگرچہ سمندر تمام سیاحوں کے لئے کھلے ہیں لیکن یہ قانون صرف
یورپ میں عیسائیوں میں لاگو تھا۔ لیکن مسلمانوں اور باقی لوگوں کو جو کہ عیسائی قانون کے باہر ہے
وہ قانون سے لاپروا قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اس طرح سے ماپیوں نے آخری دم تک لڑا۔
البقرق نے بادشاہ کو لکھا کہ یہاں پر زبردست طاقت رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ ورنہ ماپیلی
لوگ اتنی بہادری سے حملہ کریں گے۔ جو کہ میں نے کسی اور قوم سے نہیں دیکھی ہے۔

زمورن نے مصر۔ گجرات اور بیجاپور سے پرتگیزیوں کو نکالنے کے لئے مدد مانگی
"کنتز الغوری" مصر کے سلطان نے ایک سامان سے لدا ہوا۔ سمندری فوج ہندوستان
بھیجا تاکہ پرتگیزیوں سے لڑا جائے جو کہ ۱۵۰۸ء میں پہنچا ۱۵۰۸ء میں ہندوستانیوں اور

مصریوں نے مل کر پرتگیزیوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست فاش دے دی۔ پرتگیز کمانڈر مارا گیا۔ مصری فوج کے واپس جانے پر پرتگیزیوں نے پھر بحر ہند میں ہی اپنا سکہ جمایا۔ زمورن اور گجرات کے سلطان نے عثمانی بادشاہ سے مدد مانگی۔ شاہ سلیمان نے سلیمان پاشا کی کمانڈ میں ایک فوج بھیجدی۔ جس نے کئی پرتگیزیوں کے خلاف غلط طریقہ کار اختیار کیا اور بعد میں واپس چلا گیا۔

ایک صدی سے علاوہ گزر جانے کے بعد بھی ماپیلی پرتگیزیوں کے خلاف گوریلا جنگ جاری رکھے تھے جب کہ باقی سب طاقتیں شکست ہونے کی وجہ سے ہار بیٹھی تھیں۔ ۱۶۱۵ء میں پرتگیزی سفیر نے مغل بادشاہ جہانگیر کو منوایا کہ مالاباریوں کو مغل بندرگاہوں میں آنے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر وہ آجائیں تو پرتگیزیوں کو اجازت ہوگی۔ کہ وہ وہاں پر جا کر ان کو پکڑ لیں۔ کنجلی۔ "کوٹاکل کنجلی مراکر" "KOTAKAL KANJLI MARICAIR" جو کہ کالی کٹ کے زمورن کے بحری فوج کے حاکم تھے اور پرتگیزیوں کے خلاف لڑنے میں ماہر تھے۔ ان دنوں مسلمانوں کے عالم زین الدین مقدم نے تحفۃ المجاہدین اور قاضی محمد نے فتوح المبین لکھی۔ تاکہ مسلمانوں کو پرتگیزیوں کے خلاف جنگ کے لئے اکسایا جائے۔ سردار کے ایم پانیکر نے لکھا ہے کہ پرتگیزیوں کے ساتھ ایک سو سال کی جنگ کے دوران اس خاندان نے پے در پے چار بہترین سمندری کپتان پیدا کئے۔ یہ اپنی ذہانت، ہمت، سمندری مہارت اور مستقل مزاجی میں لاثانی تھے۔ کنجلیوں نے پرتگیزیوں پر لنکا میں بھی حملہ کیا۔ انہوں نے اپنے قدم سیلون میں کوٹا میں جمائے اور انہوں نے "مگڈانے" کو پرتگیزیوں کے خلاف مدد کی۔ اور کنجلیوں نے ایک سال میں پرتگیزیوں کے پچاس جہاز قبضے میں لئے اگرچہ یہاں کے لوگوں کی بندوقیں پرتگیزیوں سے کم طاقتور تھیں اور پرتگیزیوں کے بڑے جہاز ہندوستانی جہازوں سے بہت بہتر تھے۔ کنجلیوں نے دست بدست مقابلہ کے بجائے گوریلا طریقہ کار اختیار کیا۔ اس جنگ کا خاتمہ تب ہوا جب کہ ۱۶۰۰ء میں زمورن اور پرتگیز فوج نے مل کر کنجلی کو "کوٹاکل" میں شکست دے دی اور وہ اور اس کے کمانڈروں نے زمورن کے سامنے

ہتھیار ڈال دیئے۔ لیکن "زمورن" نے انکو پرتگیزیوں کے حوالے کیا۔ جنہوں نے ان کو "گوا" پہنچا دیا۔ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ ان کو سمندر میں پھینکا گیا۔ کنجلی کا سر کاٹ کر ایک راہِ عام پر "کینن نور" (CANANORE) میں لٹکایا گیا۔ اس کا جسم باقی لوگوں کی طرح سمندر میں پھینکا گیا۔ سولہ سال کے بعد جب پرتگیزیوں نے جہانگیر کے ساتھ ایک عہد نامہ پر دستخط کیے اس وقت بھی یہ پرتگیزی مپیلوں سے ڈرتے تھے۔ اس عہد نامے میں جو کہ ۱۶۹۹ء میں لکھا گیا۔ درجہ ذیل مد درج تھے:۔

۱۔ زمورن کو پرتگیزیوں کے حوالے وہ سب عیسائی دینے چاہییں۔ جو کہ مسلمان بنے تھے یا جو مسلمان بننا چاہتے تھے۔

۲۔ کوئی اور عیسائی کو مسلمان بننے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔

پرتگیزیوں کے بالادستی نے مپیلوں کو ملک کے اندر جانے پر مجبور کیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کے زمین پر ہندو زمینداروں اور انکے کرایہ داروں کا قبضہ جما ہوا ہے۔ ماپیلی بہت خونخوار تھے اور باغی بن گئے۔ ہر مغربی چیز خاص کر مغربی تعلیم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مگر ان کو کوئی باضابطہ رہنمائی یا ذریعہ نہیں تھا جسے کہ وہ اپنے لئے راستہ قائم کر سکے اس کا نتیجہ غربت، جہالت اور اپنے درمیان محدود تعلقات نکلا۔ اٹھارویں صدی کے آخر میں مپیلا معمولی تاجر، بے زمین مزدور اور غریب ماہی گیر کی حالت پر پہنچ گئے تھے۔

حال کی صدی بدلنے پر مپیلاؤں میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس ہوئی۔ جمال الدین افغانی کے اثر میں آکر اور محمد عبداللہ وکوم۔ عبدالقادر مولوی نے ایک تحریک شروع کی جس میں ماپیلاؤں کو صحیح زندگی اور مذہب کے بارے میں صحیح نصب العین اختیار کرنے پر تیار کیا گیا۔ اس نے نئی تعلیم پر بھی زور دیا۔

یہ مضمون مختلف حاصل شدہ معلومات کا مجموعہ ہے جو کہ مالابار ساحل میں اسلام کے پھیلاؤ سے متعلق لکھا گیا ہے۔ جس کے بارے میں شمالی ہند میں کافی کم

معلومات ہیں۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مزید تحقیق اور پڑھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے مالابار (کیرالہ) اور تامل ناڈو (مدراس) کی بندرگاہ، شہروں میں اسلام کے پھیلاؤ کی معلومات حاصل ہو سکیں گے۔

•••

ماخذ

فدا محمد حسنین { "ورثۂ کشمیر" HERITAGE OF KASHMIR

{ مالابار میں اسلام ISLAM IN MALABAR

تاریخی جائزہ

بہاؤالدین پرو وائس چانسلر

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ ۝

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ ۝

اسلام

کشمیر اور کیرالہ میں

آنحضرتؐ

کے دورِ مبارک میں ہی

پہنچا

اسلامک پروڈکشنز بڑھپورہ سرینگر 190011 کشمیر

16 جون 1989ء

مطابق 11 ذیقعدہ 1409ھ

خطاط - ریشی